© rasailojaraid.com

قسط نمبر (۸)

ہندو تہذیب اور مسلمان

از ڈاکٹر محمد عمر صاحب، استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

دیوالی

دیوالی یا دیپاولی کا تہوار ہندو ہندی مہینہ کاتک (اکتوبر۔ نومبر) کی پندرہ تاریخ کو ہوتی ہے[1]۔ اس تہوار سے پہلے مکانوں پر سفیدی اور ان کی صفائی کی جاتی ہے۔ جو حفظان صحت کے لحاظ سے ضروری ہے۔[2] دیوالی کے دن پہلے دھن دولت اور اقبال مندی کی دیوی لکھشمی کی پوجا ہوتی ہے اور بعد کو چراغاں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی آتشبازی بھی چھوڑی جاتی ہے۔ اور آپس میں مٹھائیوں اور تحفے تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے[3]

اس رات کو جوا کھیلنا برکت اور میمنت کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ جس شخص نے کبھی بھی جوا نہ کھیلا ہو اسے بھی چاہئے کہ ان راتوں کو حصول برکت کے لئے جوا کھیلے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے مطعون کیا جاتا ہے اور اسے لوگ غلطی پر سمجھتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جو

---

[1] HINDU MOHAMMADANS FEASTS P.10 بعض شواہد کے لئے ملاحظہ ہو:
BENGAL IN THE 16TH CENTURY: P.105—86, PETER MUNDY: II, P.140
TRAVELS IN INDIA IN 7TH CENTURY P.309 AIN-I-AKBARI (U.T)
II, 410-11 TUZUK-I-JAHANGIRI (E.T.) I, P.126

[2] FAITHS, FAIRS AND FESTIVALS: P.106

[3] TRAVELS IN THE 17TH CENTURY: P.309

نیز ملاحظہ ہو۔ ہفت تماشا۔ ص ۸۰ - ۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان راتوں کو ایک دو گھڑی یہ شغل نہ کرتا ہو۔ اس طرح ایک شہر میں ہزار گھر برباد اور دوسرے ہزار گھر آباد ہو جاتے ہیں۔ اکثر ہارنے والے بدقسمت اس رات کی صبح کو شہر سے بھاگ جاتے ہیں یا زہر کھا کر اپنی جان تک دیدیتے ہیں یا کوتوالی کے چبوترے پر دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ لوگ تیغ، تیر، چھرا اور خنجر کے زخموں کی وجہ سے مرہم پٹی اور ٹانگوں کے محتاج ہو جاتے ہیں [۱]

اکبر بادشاہ کو صرف اس تہوار کے جشن سے متعلق باتوں سے دلچسپی تھی۔ جب کہ جہانگیر بادشاہ خود بھی جوا کھیلتا تھا۔ اور اپنے نوکروں کو اپنی موجودگی میں دو تین راتیں جوا کھیلنے کا حکم دیتا تھا [۲]

کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب نے ہولی کے تہوار کی طرح دیوالی کا تہوار بھی بند کروا دیا تھا۔ [۳] مگر اس کی وفات کے بعد دربار مغلیہ میں پھر سے دیوالی کا تہوار غالباً منایا جانے لگا۔ کیوں کہ شاہ عالم ثانی، اکبر ثانی اور بہادر شاہ ظفر کے درباروں میں دیوالی کے تہوار منائے جانے کی شہادتیں ملتی ہیں۔ شاہ عالم ثانی نے شاہی محل میں دیوالی کے تہوار کے منائے جانے کا خود ذکر کیا ہے۔ شاہی محل میں چراغاں ہوتا تھا۔ سرسوتی کی پوجا ہوتی تھی۔ شاہی مستورات زری کے کپڑے زیب تن کر، سولہ سنگار کر، تلک اور مہندی لگا کر، پوری، کچوری اور سموسے کے تھال بھر کر ناچتے، گاتے بجاتے جایا کرتی تھیں۔

سرسوتی کے پوجن کو سب لے لے آئیں بھر بھر تھالی
پوری، کچوری، سموسا پاپری اور کریں نیکی سہالی
آنند سے گائے، بجائے، سبھی نر ناری دے دے تالی
کیا نیکو بچوری آج، مائی کئی بن کے نو ہار دوالی [۴]

---

[۱] ہفت تماشا۔ ص ۸۱-۸۲ [۲] تزک جہانگیری (انگریزی ترجمہ) ج ۱، ص ۲۶۸

[۳] MUGHAL EMPIRE IN INDIA II. P. 150

[۴] نادرات شاہی۔ ص ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۲۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاہی محل میں رقص و سرور کی محفلیں سجتی تھیں[1]۔ اور دیوالی بھری جاتی تھی۔

کھیل بتاسے چروے کرسوں دوالی کی بھریٹھری جو گھڑا
کھیلت نکے سبھی مائی ات ہی آنند سوں گھر بھرا[2]

شاہی محل کے خادم اس دن بادشاہ کو مبارکباد دیتے اور نذر پیش کرتے تھے۔

آج دیوالی آئی سبھ شاہ عالم گھر ہے آنند بدھائی
نر، ناری کو دنت، دیبنے مبارکی سب مل دھائی[3]

منشی فیاض الدین صاحب نے دہلی کے آخری دو بادشاہوں کا طریق معاشرت بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔ محل میں دیوالی کے جشن کو ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔

" لو آج پہلا دن آیا ہے۔ محل میں سب کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ دھوبنیں، مالنیں، کہارنیاں، حلال خوریاں۔ تین دن تک محل کے باہر نہ نکلنے پائیں گی۔ اور نہ کوئی ثابت ترکاری محل میں آنے پائے گی۔ بیگن، مولی، کدو، گاجر وغیرہ اگر کسی نے منگائی بھی تو باہر سے ترشی ہوئی آئی اس لئے کہ کوئی جادو نہ کرے۔ تیسرے دن کو دیکھو، آج بادشاہ سونے چاندی میں تلیں گے۔ ایک بڑی سی ترازو کھڑی ہوئی، ایک طرف پلڑے میں بادشاہ بیٹھے، دوسری طرف چاندی سونا وغیرہ تول کر محتاجوں کو بانٹ دیا۔ ایک بھینسا، کالا کمبل، کڑوا تیل، ست نجا، سونا چاندی نقد وغیرہ بادشاہ پر تصدق ہوا، قلعہ کی برجوں کی روشنی کا حکم ہوا۔ کھیلیں، بتاشے، کھانڈ، اور مٹی کے کھلونے ٹھٹھریاں اور ہاتھی مٹی کے اور گنوں کی پھاندیاں، نیبو، کہاریاں سر پر رکھے، ان کے ساتھ گھر گھر بانٹتی پھرتی ہیں۔ رات کو بیٹوں کے ہاتھی بیٹیوں کی ٹھٹھریاں کھیلوں بتاشوں سے بھری گئیں۔ ان کے آگے روشنی ہوئی۔ نوبت، روشن چوکی، اور

---

[1] نادرات شاہی۔ ص ۷۵، ۱۰۰
[2] ایضاً۔ ص ۱۰۰
[3] نادرات شاہی۔ ص ۱۲۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باجے بجنے لگے۔ چاروں کونوں پر ایک گنّا کھڑا کیا۔ نیبوؤں میں ڈورے ڈال کر ان میں لٹکا دیئے۔ صبح کو وہ گنّے اور نیبو حلال خوروں کو دیئے۔ رتھ بان، بیلوں کو بنا سنوار، پاؤں میں مہندی لگا، رنگ برنگ کی اس پر نقاشی کر، سینگوں پر قلعی اور سنگوٹیاں، ماتھوں پر کار چوبی پٹے اور سنکھ، گلوں میں گھنگرو، اوپر کار چوبی، باناتی جھولیں پڑی ہوئیں۔ جھم جھم کرتے چلے آتے ہیں۔ بیلوں کو دکھا انعام و اکرام لے اپنے کارخانوں میں آئے۔[1]

دیوالی کے دوسرے دن گوبردھن کی پوجا ہوتی ہے۔[2] شاہ عالم ثانی کے محل میں اسی پوجا سے متعلق رسومات ادا ہوتے تھے۔ شاہ عالم نے خود ذیل اشعار میں ان رسموں کیطرف اشارہ کیا ہے۔

چل ری سکھی، آج گوردھن پوجن جایئے شاہ عالم پیارے راج دلارے کے گیہہ
آج تیوہار کے دن کی مبارکباد دیجئے، اپنے پیارے سنگ لگا۔[3]

مغل امرا بھی دیوالی کا تہوار بڑے اہتمام اور دلچسپی سے مناتے تھے۔ مبارک الدولہ پسر چہارم میر محمد جعفر خاں کے بارے میں طباطبائی کا بیان ہے۔

" باوجود دعویٰ اسلام کے اور باوجود عدم وصول مشاہرہ جس کی وجہ سے خاص اور عام ملازمین اور رفقا بہت سی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہونے پر بھی پانچ، چھ ہزار روپے دیوالی کے مراسم ادا کرنے میں صرف کرتا ہے۔ جب کہ یہ ہندوؤں کا تہوار ہے۔ ہر سال لوگوں کو ترکش اور چرخ تقسیم کئے جاتے ہیں۔[4]

---

[1] بزم آخر۔ ص ۱۲۰

[2] ہندو تہواروں کی اصلیت (منشی رام پرشاد) مطبوعہ لکھنؤ۔ ص ۹۴

[3] نادرات شاہی۔ ص ۸، ۱۱۳

[4] سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ج ۲، ص ۵۱۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عام مسلمانوں کو دیوالی کے تہوار سے اتنی ہی دلچسپی تھی جتنی کہ بادشاہوں اور امیرول
.وہ لوگ بھی دیوالی کی تمام رسموں کی پابندی کرتے تھے ۔ نظیر اکبر آبادی نے ایک نظم میں
ہ کی حالت کا نقشہ پیش کیا ہے ۔ اس کا پہلا بند یہ ہے

ہر اک مکان میں جلا پھر دیا دیوالی کا ہر اک طرف کو اجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل میں سماں بھا گیا دیوالی کا کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا

عجب بہار کا ہے دن بنا دیوالی کا [1]

اس نظم میں اس نے چراغاں، کھیلونے، کھیل، بتاشے، مکان کی صفائی، قمار بازی وغیرہ
ذکر کیا ہے ۔

دیوالی کے مہینے میں دہلی کے تمام باشندے حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے
ار پر زیارت کے لئے جاتے تھے ۔ اور درگاہ کے قریب چشمہ کے چاروں طرف خیمے لگاتے
ے اور اس میں غسل کرتے تھے ۔ [2]

عام طور پر مسلمان اور بالخصوص جاہل مسلمان عورتیں ہندوؤں کے تمام مراسم ادا
رتی تھیں ۔ مرزا مظہر جان جاناں سے روایت ہے کہ :-

"چناں چہ در ایام دوالی کفار جہلۂ اسلام علی الخصوص زنان ایشاں رسوم اہل کفر را
باسی آرند و عید خودی سازند و ہدایا شبیہ بہدایای اہل کفر بخانہائے دختران و خواہران
از رنگ اہل شرک محافر ستند [3]

عام مسلمانوں کی دیوالی سے دلچسپی اور رسومات کی ادائیگی کے سلسلہ میں مرزا قتیل کا
ذیل بیان بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔

---

[1] بہمانے تفصیل ملاحظہ ہو۔ کلیات نظیر اکبر آبادی (نول کشور ۱۹۵۱ء) ص ۴۴۱ - ۴۴۴
[2] مرقع دہلی ۔ ص ۸
[3] معمولات مظہری ص ۳۸ نیز ہفت تماشا ص ۴۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اس دن کی حرمت فرقۂ ہنود پر منحصر نہیں ہے .... بہت سے مسلمان بھی ہندوؤں کے حال میں شریک ہو کر شمع محفل قمار بازی بنتے ہیں، یعنی جوا کھیلنے کے لئے قمار خانوں میں جاتے ہیں جو مسلمان جوا کھیلنے سے گریز کرتے ہیں وہ کم از کم اپنے گھروں میں چراغاں کرتے ہیں۔ اور شب دیوالی میں عورتیں سب بچوں کے نام سے الگ الگ مٹی کے کھلونے منگواتی ہیں۔ اور طرح طرح کی مٹھائیاں اور کھانڈ کے کھلونے، ان پر اضافہ کر کے پہلے گھر کو چراغاں کرتی ہیں۔ پھر اس حصۂ مکان کو جہاں کھلونے اور مٹھائیاں ہیں۔ روشنی سے "رشکِ وادیٔ ایمن" بناتی ہیں! اور اسے اصطلاح میں دیوالی بھرنا کہتے ہیں۔ رسم یہ ہے کہ ہر ایک لڑکے اور لڑکی کے نام سے جو دوالی بھری جاتی ہے۔ اگر سوء اتفاق سے کسی سال اس ثواب کے حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں تو آئندہ ان کا تمام سال غم و غصہ میں گذرتا ہے۔ انہیں یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ سال ہمارے لئے برکت نہیں رکھتا۔ پس ظاہر ہے کہ اس عمل کو بچوں کی سلامتی کے لئے اچھا سمجھتے ہیں۔ چونکہ یہ عمل عقل کے برخلاف ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بزرگانہ تعلیم کے ذریعہ اپنے گھر کی عورتوں کو اس سے باز رکھے اور قضائے الٰہی سے اس سال میں کوئی بچہ مرجائے تو وہ پھر عورتوں کی ملامت اور طعنوں کا ہدف بن جاتا ہے۔ اور اسے اپنے کئے پر نادم ہونا پڑتا ہے۔ آخر کار انہیں اس معاملے میں عورتوں کو پوری آزادی دینی پڑتی ہے۔ چناں چہ بعضوں نے عورتوں کے طعنوں سے ڈر کر اور بیشتر نے اس خیال سے کہ اگر ہم عورتوں کو ان کے عمل سے باز رکھیں گے تو سارا سال منحوس گذرے گا۔ "دیوالی بھرنے" کا عمل اختیار کر لیا ہے۔ اور عام طور سے اس ملک کے مرد ان معاملات میں ہندوانہ عقائد کے پیرو اور عورتوں کے مرید ہیں؛[1]

دسہرہ

دجے دشمی جسے عام طور پر دسہرہ کہا جاتا ہے، کھتریوں کے لئے خصوصاً بہت اہم تھا[2]

---

[1] ہفت تماشا، ص ۸۳-۸۴ [2] آئین اکبری (اردو ترجمہ) ج ۲۔ ص ۲۹۲، ہفت تماشا ص ۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آسوتن (ستمبر-اکتوبر) مہینے کی دسویں کو رام چندر جی کی راون پر فتحیابی کی یاد گار میں منایا جاتا تھا۔[1] ہمارے زمانے کی طرح اس زمانے میں بھی سارے ہندوستان میں یہ تہوار منایا جاتا تھا۔ اور رامچندر جی اور راون کے درمیان کی جنگ کی یادگار میں ڈرامے کھیلے جاتے تھے۔ فوجی حملے کے لئے یہ دن بہت مبارک سمجھا جاتا تھا۔[2]

مغل دربار میں دسہرہ کا جشن منایا جاتا تھا۔ اس دن کی صبح کو تمام شاہی گھوڑوں اور ہاتھیوں کو نہلایا دھلایا جاتا تھا۔ اور ان کو زیورات اور رنگین کپڑوں سے سجا کر بادشاہ کے معائنہ کے لئے پیش کیا جاتا تھا۔[3] جہانگیر نے تہر کی چودھویں (۱۶۱۹ء) کے جشن کا حال اسی طرح بیان کیا ہے۔

"ہندوستان کی رسم کے مطابق انھوں نے گھوڑوں کو سجایا اور میرے سامنے پیش کیا۔ جب میں گھوڑوں کا معائنہ کر چکا تو وہ ہاتھی لائے۔"[4]

اورنگ زیب کے جانشینوں کے عہد میں یہ تہوار دربار میں منایا جاتا تھا۔ جہاندار شاہ[5] کے عہد حکومت میں لنکا شہر کے مشابہ ایک لکڑی کا ڈھانچہ تیار کیا جاتا اور اس میں آگ لگائی جاتی

---

[1] تزک جہانگیری (انگریزی ترجمہ) ج ۱۔ ص ۲۲۴-۲۲۵

[2] ایضاً ص ۲۴۵۔ راجپوت اس تہوار کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ ملاحظہ ہو آئین اکبری (اردو ترجمہ) ج ۲۔ ص ۔ ۲۹۲

[3] تزک جہانگیری (انگریزی ترجمہ) ج ۲-۱۷۶

[4] تزک جہانگیری (انگریزی ترجمہ) ج ۱ ص ۲۴۵، ج ۲۔ ص ۱۰۰، ۱۰۱، نیز ملاحظہ ہو عالمگیر نامہ از محمد کاظم۔ ص ۹۱۴

[5] جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بن اورنگ زیب، اپنے تین بھائیوں کو شکست دے کر دہلی کے تخت پر ۱۱۲۴ھ میں جلوہ افروز ہوا تھا۔ تھوڑی مدت حکومت کرنے کے بعد فرخ سیر کے ہاتھوں شکست کھائی اور اسے قتل کر دیا گیا برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ مفتاح التواریخ۔ ص ۲۹۹-۳۰۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھی اور بادشاہ اس منظر کے دیکھنے سے بڑی دلچسپی رکھتا تھا۔[1] اکبر ثانی اور بہادر شاہ ظفر دربار میں اس جشن کا منظر ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔

"دسہرہ کے دن بادشاہ نے دربار کیا۔ پہلے ایک نیل کنٹھ بادشاہ کے سامنے اڑایا، بازخانے کا داروغہ باز اور شکرہ لے کر آیا۔ بادشاہ نے باز لے کر ہاتھ پر بٹھایا۔ دربار برخاست ہوا۔ تیسرے پہر اصطبل خاص کا داروغہ خاص، گھوڑوں کو مہندی سے رنگ رنگا، رنگ برنگ کی الٹی پر نقاشی کر، سونے روپے کے ساز لگا کر جھروکوں کے نیچے لایا۔ بادشاہ نے گھوڑوں کا ملاحظہ کیا۔ داروغہ کو انعام دے کر رخصت کیا۔"[2]

امراء اور عام مسلمانوں میں بھی اس تہوار کا عام رواج تھا۔ رائے چتر من کالستھ کا یہ بیان قابل ذکر ہے۔

"آں روز سواری شری رام چند راو تاراست۔ برائے فتح لنکا مردم شہر اسپاں از حنا و سازہائے نقرہ و طلا آراستہ و لباسہائے فاخرہ تکلف کردہ تماشائے سبزہ زار برکنار دریا می روند۔ و ہجوم بسیار می شود۔ و امراء و دولتمندان کہ در آنجا باغیچہ آراستہ اند۔"[3]

مختصر یہ کہ مسلمانوں کے ہر طبقے کے لوگ اس جشن سے دلچسپی رکھتے تھے۔ بقول مرزا قتیل،

"یہ صرف ہندوؤں تک محدود نہیں ہے۔ مسلمان بھی نیل کنٹھ کے دیدار کے اشتیاق میں شہر کے باہر جاتے ہیں، خصوصاً وہ مسلمان امیر جو حاکم شہر ہو، وہ مجبور ہوتا ہے کہ آج کے دن اپنے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو مہندی اور دوسرے رنگوں سے رنگین کرکے نقرئی اور طلائی ساز و سامان اور زرنگار جھول کے ساتھ سونے چاندی کے حوضے اور عماریاں لگا کر فوج فوج اور خدم

---

[1] تذکرۃ الملوک از یحییٰ خاں (قلمی) ص ۱۱۹ ب۔

[2] بزم آخر۔ ص ۷۵-۷۶

[3] تاریخ چہار گلشن محمد شاہی۔ ص ۶۴ ب

© rasailojaraid.com

اور حشم کے ساتھ اور ذی مرتبہ مصاحبوں کو ہمراہ لیکر بازار میں نکلتا ہے۔ یہ مصاحب بھی اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ ملبوس اور بڑھیا ہتھیاروں سے ملبس ہوتے ہیں۔ وہ ہر فرقے کے لوگوں میں گراں بہا نقدی بطور انعام تقسیم کرتا ہے اور شہر کے باہر جاکر ایک میدان میں ایک نیل کنٹھ کا دیدار کرتا ہے۔ اس موقع پر توپیں اور بندوقیں داغی جاتی ہیں پھر شام کو وہ گھر واپس آکر پری تمثال شوخ و طناز رقاصاؤں کے رقص اور خوش نوا مطربوں کے سروں سے لطف اندوز ہوتا ہے[۵۱]

ہندو بچوں کے ساتھ مسلمان بچے بھی ٹیسو راے کے کھیل میں شریک ہوتے تھے۔ ان میں یہ رسم تھی کہ "دسہرہ سے دس دن قبل مٹی کی ایک مورت بناتے ہیں اور اسے لکڑیوں پر لٹکاتے ہیں اسکا نام ٹیسو راے ہوتا ہے۔ روزانہ شام کے وقت کچھ بچے اور کچھ جوان مل کر اپنے رشتہ داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں اور ایک مخصوص لے میں بلند آواز اور خوش لحانی کے ساتھ ہندی کے چند بیت پڑھتے ہیں اور ایک پیسہ یا اس سے زیادہ لیکر ایک دروازے سے دوسرے دروازے پر جاتے ہیں۔ اسطرح جو کچھ روزانہ حاصل کرتے ہیں اسے جمع کرتے جاتے ہیں یہانتک کہ روز مذکورہ کو ان پیسوں کی مٹھائی خرید کر آپس میں بانٹ لیتے ہیں[۵۲]۔

اس کے برعکس لڑکیاں ٹیسو راے کے بجائے ایک جالی دار کوزہ ہاتھ میں لیکر دروازے دروازے جاتی تھیں اور ان ایام میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان اچھی خاصی عداوت پیدا ہو جاتی تھی جس جگہ ان کا آمنا سامنا ہو جاتا تھا تو لڑکے انکے کوزوں کو توڑ ڈالتے تھے۔ اور اگر ایک ٹیسو راے اس طرف آجائے اور دوسرا اسطرف تو دونوں گروہوں کے درمیان جنگ ہو جاتی تھی۔ جو ٹیسو راے غالب آجاتا تھا وہ مغلوب کو توڑ ڈالتا تھا۔ اس سے مغلوب اتنا غمگین ہوتا تھا کہ خود کو ہلاک کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ غرض دسہرہ کے دن ہر شخص اپنے مخصوص ٹیسو راے کو نشان و نقارہ کے ساتھ باہر نکالتا ہے اور ایسی شان و شوکت سے اسکے ساتھ سپاہی پیشہ مثل بچے اور زنان کسبی اور بازاری سر کے بال بکھیرے ہوئے ہمراہ ہوتی تھیں۔ یہ جلوس ندی کیطرف جاتا تھا اور ٹیسو راے کو پانی میں بہا کر واپس آجاتا تھا[۵۳]۔ نظیر اکبر آبادی نے اشعار ذیل دسہرہ کی تعریف میں کہے ہیں۔

عیاں ہر جا بہار جامہ زیباں — نمایاں ناز و حسن دل فریباں
صف اہل تماشا زینت افزا — ہم اسباب خوش وقتی مہیا
برائے نیل کنٹھ از بُن بہرہ! — زہے فرحت فزا روز دسہرہ[۵۴]

---

۵۱ ہفت تماشا۔ ص ۷۷ ، ۵۲ ہفت تماشا ص ۷۷ ، ۵۳ ہفت تماشا۔ ص ۷۷ - ۷۸

۵۴ کلیات نظیر اکبرآبادی۔ ص ۹۴۵

© rasailojaraid.com